حضرت مولانا محمد عبدہٗ　　صدر المدرسین جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

تقصار جیود الاحرار

النواب صدیق حسن خان کی ایک معرکہ آرا تصنیف

حضرت الامیر والاجاہ السید صدیق حسن خان (المتولد ۱۲۴۸ھ) نسباً حسینی بخاری ہیں اور ان کا نسب چودہ واسطوں سے "مخدوم جہانیاں جہاں گشت" (۷۸۵ھ) سے متصل ہوتا ہے۔ چنانچہ خود ہی مخدوم جہانیاں کے تذکرے میں اس کتاب کے ص ۵۲ پر لکھتے ہیں:

"بندہ عاجز از اولاد مخدوم قدس سرہٗ است وبچہاردہ واسطہ امید دارم کہ او تعالیٰ مرا و اخلاف مرا از برکات ظاہر و باطن سلاسل وی محروم نفرماید"

اور مخدوم جہانیاں کے واسطہ سے امام زین العابدین بن امام حسین تک یہ سلسلہ چلا جاتا ہے۔ بنابریں ان کا خاندان سادات حسینی بخاری مشہور ہے کیونکہ مخدوم جہانیاں کے جد امجد جلال گلسرخ ۶۵۳ھ کو بخارا سے ہند میں وارد ہوئے۔

حضرت النواب مسلکاً خالص سلفی تھے اور تصوف میں نقشبندی طریق کے پیرو، مگر کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ تھے چنانچہ خود ہی لکھتے ہیں:

میں .... باعتبار حسب ائمہ حدیث و مشائخ نقشبند سے اتصال رکھتا ہوں اور اصولِ عقائد میں سلف کے طریق پر قائم ہوں۔ فروع میں اخبار و آثارِ صحیحہ کا پابند ہوں۔ ہمارے تمام اساتذہ سنت کے پابند اور اپنے زمانہ کے مجتہد تھے۔ وہ سب دلیل کے تبع تھے اور بحمد اللہ موجودہ مذاہب فقہی کی قیل و قال سے انہیں کوئی تعلق نہ تھا۔ بندہ نے اب تک کسی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اور بلاواسطہ

(۱)

قرآن کا تلمیذ اور سنتِ نبوی کا مرید ہوں۔"

حضرت النواب کے اساتذہ میں قاضی حسین بن محسن انصاری (المتولد ۱۲۲۵ھ تلمیذ الشیخ محمد بن ناصر الحازمی تلمیذ الامام الشوکانی، مولانا محمد یعقوب دہلوی (م ۱۲۸۳ھ) برادر صغیر شاہ اسحاق دہلوی اور شیخ عبدالحق بن فضل اللہ بنارسی ——— ۱۲۸۶ھ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں اور موصوف نے اپنی کتاب "سلسلۃ العسجد فی مشائخ السند" میں اپنی اسانید مفصل جمع کی ہیں۔ نواب موصوف نے تمام عمر کتب حدیث و تفسیر کے مطالعہ اور ان کی نشر و اشاعت اور تالیف و تصنیف میں صرف کی۔ کتب حدیث سے انہیں خاص شغف تھا اور ان کی اشاعت میں روپیہ صرف کرتے تھے چنانچہ ایک مقام پر کتابوں کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

"نیل الاوطار کی طباعت پر ۲۵ ہزار روپیہ صرف ہوا ہے اور فتح البیان پر بیس ہزار روپیہ، باقی کتب و رسائل کی تالیف پر تا حال تیس ہزار صرف آچکا ہے۔" (تقصار)

اس مختصر سے مقالہ میں حضرت النواب کی شخصیت کے تمام پہلوؤں پر بحث مقصود نہیں ہے ان کے علمی و ادبی ذوق اور کتاب و سنت سے شیفتگی کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ حضرت النواب کا مطالعہ اور ذوق ہر فن کے ساتھ وابستگی کی خبر دیتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ہر فن سے دل چسپی تھی۔ چنانچہ تقصار میں اپنے مطالعاتی ذوق کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واز جملہ صنائع علمیہ علی اختلاف انواعہا بقدر مقدر بہرہ ربودہ"۔ ع

تمتع زہر جا گوشۂ یافتم　　　　زہر خرمن خوشۂ یافتم!

من کل شیٔ لذیذ احتسی قدحاً　　　　وکل ناطقۃ فی الکون یطربنی

شعر و سخن سے موصوف کی دل چسپی بھی نرالی تھی۔ ان کی تصنیفات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خاص ادبی ذوق رکھتے تھے اور شعر و سخن کے دلدادہ اور شیفتہ تھے۔ کسی مؤلف کے ذوق کا تمام در اصل اس کا انتخاب ہوتا ہے جو ایک تذکرہ نویس شعراء کے کلام سے بطور نمونہ پیش کرتا ہے اور یہ بات "شمع انجمن" کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے کہ حضرت النواب کی تالیفات کے پیچھے ایک خاص ذوق اور ایک ذہن کار فرما تھا جس کا جا بجا مظاہرہ کرتے چلے جاتے ہیں۔

حضرت النواب کثیر التصنیف تھے اور عربی فارسی اور اردو میں دو سو سے اوپر تالیفات چھوڑی ہیں۔ ماثر صدیقی کی جلد چہارم کے آخر میں حضرت النواب کی تالیفات کی فہرست بطور ضمیمہ منضم ہے جس کے مطابق کل تالیفات کی تعداد ۲۲۲ ہے۔ ان میں سے ۴۷ عربی ۵۴ فارسی اور ۱۰۳ اردو میں ہیں۔ یہاں ہم صرف تقصار کا مختصر خاکہ اور اس سے چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کرتے ہیں جو ان سطور کی تسوید کا اصل باعث ہے۔

ہمارے شمار کے مطابق یہ تذکرہ کل ۵۸۳ رجال کے تراجم پر مشتمل ہے۔ اس کے دو فصل ہیں پہلی فصل میں متقدمین علماء و مشائخ کے احوال مندرج ہیں جن کی تعداد بشمول مؤلف ۲۶۹ ہے اور دوسری فصل میں متاخرین علماء و مشائخ کے احوال درج ہیں جو بشمول مولف ۲۱۴ ہیں اور دو تین ترجمے مکرر آگئے ہیں چنانچہ مؤلف فصل اول کے خاتمہ پر رقمطراز ہیں:

"تمام شد فصل اول و عقد آں از برائے التقاط ترجمہ و ملفوظ مشائخ و علمائے پیشیں بود۔ اما بعد از ختم دیدہ شد کہ جمع از متاخرین ہم بداں ملحق شدہ اند کہ آخر بادل نسبتے دارد و ہمچنیں در فصل ثانی کہ آں از برائے تذکار مشائخ پسیں بودہ است جہ گراز متقدمین خزیدہ کہ از ازل تا ابد تعلق است و کذالک دو سہ ترجمہ در ہر دو فصل مکرر شدہ۔"

دیباچہ میں حضرت مؤلف اپنی اس کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"در آخر کتاب مستطاب "ریاض المرتاض وغیاض العرباض" کہ در معارف سلوک قلمے شدہ و در پایان نامۂ مبارک "حظیرۃ القدس و ذخیرۃ الانس" کہ در فوائد متنوعہ نگارش یافتہ فصلی در احوال صوفیہ صافیہ پیشیں و فصلی در تراجم محسنین پسیں الحاق پذیرفتہ بود۔ اما نزد رسیدن آں ہر دو ہمایوں کتاب بانجام و انصرام چناں آگاہی آمد کہ ایں ہر دو فصل جداگانہ ساختہ شود و مؤلفے مستقل پرداختہ آید لاجرم ایں گرد آوردہ را "تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار" نام گزاشتہ شد"

اس سے ظاہر ہے کہ دراصل یہ کتاب مذکورہ دو کتابوں کے ساتھ ایک فصل کی حیثیت

سے مذکور تھی مگر "جہاں آگاہی آمد" نے اسے ایک مستقل کتاب کی شکل دے دی۔

فرید الدین عطار کا "تذکرۃ الاولیاء" ایک معروف و متداول کتاب ہے۔ حضرت النواب نے اس کی تمہید کو ملخص کر کے تقصار کے شروع میں لبطور دیباچہ لگا دیا ہے۔ اس کے بعد اپنی کتاب کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال سے شروع کر کے بالآخر خود اپنے احوال پر ختم کیا ہے اور آخر خاتمہ میں ابن عربی کی چند وصایا نقل کر دی ہیں جو ان کی کتاب "فتوحات مکیہ" کے خاتمہ میں مذکور ہیں۔

خلفاء اربعہ کے ذکر کے بعد شیعہ زیدیہ کے بارہ ائمہ کے احوال درج کیے ہیں۔ ان کے بعد اویس قرنی اور بعض دیگر تابعین کے احوال مرقوم ہیں اور پھر باترتیب دوسرے مشائخ کے احوال ذکر کیے ہیں اور فصل اول کو زائر فاخر آبادی (سنہ ۱۰۲۰ھ) کے حالات پر ختم کیا ہے اور دوسری فصل کو شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی کے احوال سے شروع کر کے خود اپنے احوال پر ختم کر دیا ہے۔

یہ سارے احوال درج کرتے وقت، کتاب کے وقار کو مجروح نہیں ہونے دیا اور اولیاء کے تذکرہ میں بے سروپا حکایات اور کرامات (خرافات) کی تردید کی طرف اشارات کرتے چلے گئے ہیں۔ اس مختصر سے خاکہ کے بعد اب ہم اس کتاب کے اہم اقتباسات درج کرتے ہیں اور پھر آخر میں کتاب کے مآخذ کی فہرست پیش کریں گے۔

ا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفی سنہ ۱۳ھ ۲۲ جمادی الاخریٰ)

جابر گوید نعش اورا بر در خانہ قبر نبوی بردیم و گفتیم ایں ابو بکر صدیق است میخواہد کہ نزد نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدفون شود باب مفتوح شد و ندانستم کہ بکشاد کذا فی الصفوۃ و آوازی بگوش خورد کہ:

"ادخلوا الحبیب الی الحبیب"

میان منبر و مرقد منور عمر بن الخطاب نماز جنازہ بگذارد و برہماں سریرکہ آنحضرت برداشتہ بودند نہادہ بردند مدفون شد و سرش را دربرابر کتف رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم گذاشتند مرویات او در کتب حدیث ہشت صد حدیث است سلسلہ علیہ نقشبندیہ در طریقی منتہی مے شود بوی رضی اللہ عنہ

۲۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المتوفیٰ ۲۳ھ اواخر ذی الحجہ)

"موافقات او با آیات قرآنی قریب ہژدہ موضع است سیوطی ذکرش در رسالہ مفردہ کردہ و محرر سطور آنرا در بعض مولفات خود آوردہ و در ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء فتاوی فاروق را فراہم ساختہ و در نور الابصار در ترجمہ شریفش بسط نمودہ .... مرویاتش در کتب حدیث پانصد وسی و دو حدیث است کذا فی المسامرہ، خانوادۂ اویسیہ منسوب باو است"

۳۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب (۱۰ رمضان ۴۰ھ)

آیت انک لا تھدی من احببت الآیہ ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی۔ ابن عربی اپنے نصوص میں لکھتے ہیں:

"اگر بزرگوں کی توجہ اور ہمت کو تصرفات میں کچھ بھی دخل ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے ابوطالب ضرور مسلمان ہوجاتا معلوم ہوا کہ منشاء الٰہی کے خلاف توجہ اور ہمت بے اثر ہے" (ملخصاً)

نور الابصار میں حضرت علیؓ کے خطبات اور اشعار کے نمونے بکثرت موجود ہیں۔ عبدالواحد بن محمد آمدی تمیمی نے "غرر الحکم و درر الکلم" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جس میں حضرت علیؓ کے کلام منثور کو ترتیب حروف تہجی (الف ۔ با) جمع کیا ہے مگر ان کی اسانید باعتبار صحت محل نظر ہیں۔ حضرت علیؓ کے محل دفن میں بھی اختلاف ہے (راجع الفصول المہمہ) کتب حدیث میں ان کی مرویات سے ۵۸۶ احادیث مذکور ہیں۔

۴۔ امام زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہ (تولد ۳۸ ۔ وفات ۹۴ھ)

ان کی مدح میں فرزدق کا قصیدہ معروف ہے۔ مولانا جامیؒ نے اس قصیدہ کا فارسی میں

منظوم ترجمہ کیا ہے اور ہمارے بعض معاصرین نے اسی منظوم کی شرح لکھی ہے۔

۵۔ امام علی رضا (ولادت ۱۴۸ - ۱۵۳ھ)

دعبل خزاعی نے ان کی مدح میں قصیدہ لکھا جو کہ نور الابصار اور دیگر کتابوں میں مذکور ہے:

" ایں قصیدہ یکصد ولبست بیت دارد وتمام آں از کمال فصاحت و بلاغت شہد ناب بلکہ شراب طہور است۔"

۶۔ محمد بن حسن خالص (المتولد ۲۵۵ھ)

" وی آخر ائمہ اثنا عشر است بر مذہب امامیہ گویند در زمان خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی در سرداب سامرہ نہاں شد در ۲۶۶ھ او ۲۶۵ھ و محمد بن یوسف گنجی در کتاب "البیان فی اخبار صاحب الزمان" قائل ببقاء او تا آخر زمان شدہ و بر آں ادلہ اوہن من بیت العنکبوت آوردہ ——— و سید حمیری محمد بن حنفیہ را مہدی موعود اعتقاد کردہ و در ابیات خود بداں تصریح نمودہ و ببقاء او قائل شدہ چنانچہ در "درر الاصداف" و کتاب "جامع الفنون" مذکور است۔"

ہم (مؤلف) نے اپنی کتاب "حجج الکرامۃ فی آثار القیامہ" اور "اذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ" میں ظہور مہدی موعود پر بحث کی ہے اور جملہ اقوال کا موازنہ کیا ہے۔ الغرض حق کو باطل سے الگ کر دیا ہے۔ ان شئت فارجع الی تلک

۷۔ اویس قرنی یمنی

(اویس بن عامر من بنی قرن المتوفی ۳۷ھ تراجم کے لیے ابن سعد ۶: ۱۱۱ والشرشی ۲: ۲۱۷ میزان الاعتدال: ۱۲۹ وحلیۃ الاولیاء ۲: ۱۵۷ ولسان المیزان ۱: ۴۷۱ ومسالک ۱: ۱۲۲)

" اویس قرنی تابعی است بعض او را افضل التابعین شمردہ و ایں خیال اہل کوفہ است ورنہ امام احمد گفتہ افضل تابعین سعید بن مسیب است و ایں موافق مذہب اہل مدینہ است ونزد اہل بصرہ افضل تابعین حسن بصری است۔"

" شیخ فرید الدین عطار در تذکرۃ الاولیاء و شیخ عبدالرحمن جامی در شواہد النبوۃ لتقویۃ اہل الفتوۃ " و شاہ حبیب اللہ قنوجی در مناقب الاولیاء ذکروی و ذکر حسن بصری بہ طریقہ تصوف نوشتہ اند و حکایتہا آوردہ۔ واللہ اعلم بصحتہا "

۸۔ حسن بن یسار بصری (المتوفی سنہ ۱۱۰ھ)

ثقہ اور فقیہ تھے مگر عموماً روایات میں ارسال و تدلیس سے کام لیتے۔ مناقب الاولیاء میں ہے:

" حسن بصری چودہ خانوادوں کے پیر ہیں اور ان کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے علیؓ بن ابی طالب سے خرقہ حاصل کیا اس سے صوفیہ نے خرقہ پوشی کا ثبوت لیا ہے مگر ابن الدحیہ اور ابن الصلاح نے اسے بے اصل قرار دیا ہے (مواہب)

اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر کا تبصرہ قابل توجہ ہے وہ لکھتے ہیں:

" کسی بھی صحیح سند سے اس کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ کسی ضعیف روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفیہ کا معروف خرقہ کسی کو پہنایا ہو یا کسی صحابی کو اس کا حکم دیا ہو۔ اس سلسلہ کی جملہ روایات باطل ہیں اور یہ تو بالکل صریح جھوٹ اور افتراء ہے کہ حضرت علیؓ نے حسن بصریؒ کو خرقہ پہنایا۔ ائمہ حدیث کے مابین تو حسن بصریؒ کا حضرت علی سے سماع بھی محل نظر ہے چہ جائیکہ ان کی خرقہ پوشی کو مانا جائے۔ حافظ ذہبی، دمیاطی، علائی، مغلطائی، عراقی، حلبی وغیرہم نے اس کے ثبوت کا انکار کیا ہے۔ باوجودیکہ ان میں سے بعض نے تشبہاً خرقہ پہنا بھی اور اپنے مریدین کو پہنایا بھی البتہ خرقہ پوشی کا ثبوت کمیل بن زیاد تک متصل سند کے ساتھ ثابت ہے "

شیخ عبداللہ عیدروس باعلوی نے کتاب الخرقہ میں امام غزالیؒ کی احیاء سے اس کا ثبوت پیش کیا ہے مگر احیاء سے تو صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حسن بصری کی ملاقات حضرت علی سے ثابت ہے اسی طرح امام سیوطی نے بھی حسن بصری کا حضرت علیؓ سے سماع تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے:

" اثبتہ جماعۃ وھو الراجح عندی بوجوہ "

شیخ محمد یحییٰ الہ آبادی معروف بہ شاہ خوب اللہ (سنہ ۱۱۴۴ھ) نے اپنے خلیفہ شیخ عبدالکریم

بصری کے نام عربی میں جو رسالہ لکھا ہے۔ اس میں ان جملہ وجوہ کا ذکر کیا ہے۔ تو لف (اتقصار) ان وجوہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لیکن اکثر این وجوہ نزد عارف بکیفیت استدلال مخدوش است ومعذالک حاصل آں رویت و روایت حسن از علی است نہ الباس خرقہ۔ آرے جمہور صوفیہ الا ماشاء اللہ قائل اند بہردو واز برائے آں سلسلہ مقصد ذکر میکنند۔ لیکن دریں باب اعتماد بر خواص محدثین است نہ بر قول صوفیہ و قول عامہ علماء خواہ محدث باشند یا فقیہ یا از اہل سلوک ....."

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے اپنے رسالہ "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں حسن بصری کی حضرت علیؓ سے روایت اور ان کی رؤیت پر شبہہ کا اظہار کیا اور پھر "القول الجمیل" میں بھی اسی طرف اشارہ فرمایا اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے حاشیہ میں اس کی تائید کر دی ہے چونکہ سلسلہ چشتیہ پر یہ سخت چوٹ تھی اور ان کے تمام سلسلہ کو منہدم کر دینے کے مترادف تھا۔ اس لیے شاہ فخر الدین نے اس کے رد میں "فخر الحسن" کے نام سے ایک رسالہ لکھ مارا جس میں حسن بصری کا حضرت علیؓ سے نہ صرف سماع ثابت کیا بلکہ الباس خرقہ کا دعویٰ بھی کیا۔ مولانا بحر العلوم لکھنوی (۱۲۲۵ھ) نے شاہ فخر الدین کی تائید کی اور مولانا احسن الزمان حیدر آبادی نے اس رسالہ کی "القول المستحسن فی شرح فخر الحسن" کے نام سے شرح لکھ کر اس کو اور بھی مدلل کرنے کی کوشش کی۔ اس رسالہ پر حضرت النواب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"واز یں جنس است اثبات بیعت و خرقہ از برائے او از علی مرتضیٰؓ کہ در رسالہ "فخر الحسن" نمودہ۔

حاصل بحث یہ کہ ثبوت رویت و لبس خرقہ ناقدین حدیث کے نزدیک پایہ صحت کو نہیں پہنچ سکا۔ صوفیہ کی اکثریت کا رجحان قابل اعتناء نہیں ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے اگر تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک صحابی کا فعل ہے جو حجت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ حضرت النواب لکھتے ہیں:

" غایتش آں بود کہ فعل صحابی است وآں نزد محققین اہل اصول حجت نیست"

۹۔ احیاء العلوم امام غزالیؒ

معروف است ومقبول ۔ حضرت النواب لکھتے ہیں :

"وبالجملہ بعد از اسقاط مادہ فاسدہ کتاب مذکور بے نظیر است"

امام غزالی کے احوال "اتحاف" اور "نسیم الریاض" میں مذکور ہیں ۔ غزالی نامہ ایک بے نظیر کتاب ہے جو امام غزالی کی زندگی کے جمیع شعبوں پر حاوی ہے (از راقم الحروف) حضرت النواب امام غزالی کے متعلق لکھتے ہیں :

وقت وفات صحیح بخاری بر سینہ او بود ۔ آغاز او بر علم کلام شد وانجام او بر دراست حدیث خیر الانام

۱۰۔ شیخ رضی الدین علی لالا

" سفر ہندوستان کرد وصحبت "ابو الرضا رتن" دریافتہ ...... گویم رتن ہندی دعوی صحبت نبوی وعمر دراز کردہ وکل وجل اہل حدیث انکار کردہ اند واورا وضاع کذاب دجال گفتہ اند وھو الحق .... فرحم اللہ الصوفیۃ الصافیۃ الیٰ این ذھب بھم حب اللہ وحب الوصول حتی وقعوا فیھا یکذبہ الشرع والعقول

۱۱۔ علاء الدولہ سمنانی (مرید شیخ نور الدین بغدادی)

" وی اول کسی است کہ انکار وحدت وجود کرد وقائل بوحدت شہود وتحقیق آنست کہ در حقیقت مآل ہر دو یکے است ونزاع لفظی است وغایت آن مطابق شرع شریف است اگرچہ احدی را بقول بداں مکلف نساختہ۔ تفصیل این اجمال را از کتاب "دمغ الباطل" تالیف شاہ رفیع الدین دہلوی باید جست کہ

دریں باب بغایت بے نظیر است"۔

۱۲۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (المتوفی سنہ ۵۶۱ھ)

ومقولہ او" قدمی علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ" مخصوص باولیاء آں وقت است زیرا کہ در حدیث آمدہ در صفت ایں امت است کہ لا یدری اولہ خیر ام اخرہ" شامل است تا غایت عالم واللہ اعلم وبالجملہ مرتبہ او در علم ولایت بغایت رفیع است اما چنداں کہ خداوند تعالیٰ شانہ را گذاشتہ دوگانہ او گذارند ودعاو بلفظ" شیئاً للہ" نمایند۔ مریداں اورا تا قیامت حکم بخیریت خاتمہ فرمایند۔

سند قصیدہ" سقانی الحب" تا بجناب او صحت نرسیدہ ولفظ غوث الثقلین وقطب الاقطاب وغوث الاعظم وامثال آں ہر چند بر زبان خامہ بسیاری از ترجمہ نویساں دانشمند جاری شدہ اما خالی از کراہت وبدعت بلکہ نوعی از شرک نیست اسم اعظمش ہمیں عبدالقادر بندہ است کہ جز از عبودیت تام او میدہد۔ عامہ خلق بلکہ بعض اہل خصوصیت نیز دروغ بسیار وحکایت بے شمار خلاف عقل ونقل براو بستہ اند وجہانی را گمراہ کردہ عفا اللہ عنا وعنہم اجمعین"۔

در اخبار الاخیار ومناقب الاولیاء در ترجمہ او اطالت بسیار کردہ وچیزے ذکر نمودہ کہ عقل وشرع بداں دستوری نمے دہد"

شیخ رحمہ اللہ در غنیہ گفتہ:

" از مشرق تا مغرب ہیچ ولی از اولیاء حنفی المذہب نیست جز فلاں، واللہ اعلم"

شیخ سعدی در گلستان گفتہ:

بر در کعبہ سائلی دیدم	کہ ہمیں گفت ومے گریستی خوش
من نگویم کہ طاعتم بپذیر	قلم عفو بر گناہم بکش!

گویند ازیں سائل مراد حضرت جیلانیؒ است۔

شیخ عمر بن فارض حموی (المتوفی ۶۳۲ھ)

"قصیدہ تائیدوی کما و بیش ہفت صد و پنجاہ بیت است و در میان صوفیہ و دیگر علمائے حقیقت غلی شہرت یافتہ و جامع حقائق و دقائق و معارف و مسالک آمدہ گویند چوں ایں قصیدہ را باتمام رسانید پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم در خواب فرمودہ "ایں را چہ نام کردی" ؟ گفت "لوائح الجنان"۔ فرمود "نظم السلوک نام کن" چنانکہ باشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وی را ایں نام دادہ و اورا نیز دیوان است مشہور۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وابن القیمؒ و شوکانی در بدر الامر اورا وابن عربی وابن سبعین و امثال ایشاں را تکفیر کردہ اند و بالحاد نامیدہ بنا بر شطحیات ایں قوم و کلمات و مسائل مخالفت شرع لکن الشرع رفع القلم عن الثلاثة الذین منہم المجنون فما لنا و لهؤلاء السکاری (تقصار ۵۹)

شیخ مجد الدین بغدادی (۶۱۶ھ) گفتہ:

در واقعہ حضرت رسالت را پرسیدم:

"ما تقول فی حق ابن سینا"

فرمود:

"هو رجل اراد ان یصل الی اللہ بغیر واسطی فحجبته بیدی هکذا فسقط فی النار"

مولانا جمال حلبی گوید در خواب پرسیدم کہ:

"یا رسول اللہ ما تقول فی ابن سینا"

فرمود:

رجل اضلہ اللہ علی علم

گفتم:

"ما تقول فی حق شهاب الدین المقتول"

گفت :

"هو من متبعیه یعد"

گفتم :

"ما تقول فی حق فخر الدین الرازی"؟

گفت :

"هو رجل معاتب"

گفتم :

ما تقول فی حجة الاسلام الغزالی؟

گفت :

"هو رجل وصل الی مقصوده"

گفتم :

"ما تقول فی حق امام الحرمین الجوینی"؟

گفت :

"هو ممن نصر دینی"

گفتم :

"ما تقول فی حق ابی الحسن الاشعری"؟

گفت :

"انا قلت وقولی صدق : الایمان یمان والحکمة یمانیة"

ایں حکایت را شیخ عبدالحق دہلوی نیز باختصار در "مرج البحرین" بحوالہ بعضے از ارباب کشف آوردہ ونام مولانا نبردہ وما را بخاطر میرسد کہ درجائے دریں حکایت ایں زیادت ہم دیدہ ام کہ گفتم :

"ما تقول فی الجنید و اصحابہ"؟

فرمود : "اولئك هم المفلحون حقا"

محی الدین ابن عربی (المتوفی سنہ ۶۰۵ھ)

"وی خلیفہ علی جامع است وعلی جامع خلیفہ عبدالقادر جیلانی است۔
"بعضے در تکفیر و تفضیل شیخ مبالغہ دارند۔ شیخ عزالدین بن عبدالسلام گفتی شیخ زندیق است۔ گویم علامہ شوکانی او را قائل بود و بکفر کلام او۔ اما بعد از چہل سال ازاں رجوع فرمود و گفت:
"سخنش احتمال تاویل دارد"
اعظم اسباب طعن در وی کتاب "فصوص" است۔ جامی گوید وہمانا منشا طعن تقلید و تعصب است یا عدم اطلاع بر مصطلحات وی یا غموض معانی۔
شیخ صدرالدین قونوی۔ فرزند و مرید شیخ محی الدین ابن عربی است۔ قطب شیرازی ازاں حدیث سند کردہ۔ وی جامع بود میاں علوم عقل و نقل۔ ابن تیمیہ گفتہ میان وی و نصیر الشرک طوسی رافضی اسولہ واجوبہ واقع شد۔
در سلوک شان عظیم داشت حکایات کرامات و روایات برکات او بیش از حصر است۔

مولانا نظر اللہ شیرازی

یک بار ایشان نقل کردند کہ امام ابوحنیفہ پیش مالک چیزے خواندہ اند و استماع حدیث نمودہ شیخ عبدالحق دہلوی گوید چوں ایں حکایت پیش فقیر غریب نمود۔ روزے دیگر کہ بملازمت مولانا رفتہ شد گفت: از شما بوئے تعصب مے آید، در واقع اگر امام ابوحنیفہ از مالک استماع حدیث کردہ باشد چہ نقصان دارد۔ ایں تعصب چیزے نیست و اعتقاد ما ایں است کہ ہر کمال ولایت و قرب الہی کہ بایزید و جنید را حاصل است ابوحنیفہؒ و شافعیؒ نیز بیسر علاوہ فقہ و اجتہاد۔

میاں خدا بخش دکنی

شیخ عبدالحق دہلوی روزے قوال ملتانی راہمراہ گرفتہ بملازمت او رفت.....
ایشاں خاموش نشستہ بودند۔ شیخ گفت کہ این سرود عجیب چیزے است سوئتر
دربانیدہ، سربالا کرد و بعظمت تمام گفت:

"بلی بدعت است کہ بعد از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا شدہ"

شیخ حسن عجیمی

در "انسان العین" گفتہ:

"غرض آنست کہ باوجود این ہمہ علم التزام مذہب معین در جمیع امور لازم نے
دانست و تلفیق جائز مے داشت بے ملاحظہ آنکہ حقیقی ممتنعہ نزدیک فریقین متحقق
شود یا نہ انتہی"

گویم:

پیش ازیں صد سیزدہم اکثر اہل علم از عرب و عجم ہم بریں شیوہ مرضیہ گذشتہ
و بودہ اند و ایں چنیں تقیید بتقلید کہ امروز نمایاں شدہ ایشاں دیدہ و شنیدہ نشدہ
الا من لا یعتد بہ۔

سید احمد بریلوی (المتولد ۱۲۰۱ھ المتوفی ۱۲۴۶ھ)

اس جماعت سے جو فوائد و ثمرات اہل ہند کو حاصل ہوئے ہیں دیگر مشائخ سے اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں ہو سکا مگر چونکہ باطل کو حق سے ہمیشہ عداوت رہی ہے۔ گور پرستوں اور پیر پرستوں نے جہاد کو دیکھ کر ان کے طریق کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دامن سے وابستہ کر دیا حالانکہ ظاہر و باطن کے اعتبار سے ان کا نجدی تحریک کی اصلاح سے کوئی تعلق نہ تھا۔

علامہ عبداللہ خاں علوی قصیدہ در مدح سید احمد شہید نوشتہ و آں شاگرد لبید دہشاہ

اسماعیل شہید مومن خاں دہلوی نیز مدح او کردہ (ایضاً نزہتہ الخواطر ج ۷، رقم ۵۰)

مرزا مظہر جان جاناں (م ۱۱۹۵ھ "عاش حمیداً و مات شہیداً")

"پدرش مرزا جان بود عالمگیر پسر او را این نام مقرر کرد شاہ محمد نعیم اللہ در معمولاتش کتابے نوشتہ و شاہ غلام علی در حالات و مقاماتش مجموعہ فراہم آوردہ و قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر خود را کہ مشتمل بر بسیاری از اموال اوست۔ مظہر نام کردہ۔ اگر در ظاہر علوی نسب حنفی مذہب بود اما در اتباع سنت قدم راسخ داشت و تقلید و بدعات صوفیہ را کان لم یکن مے پنداشت۔

حضرت الامیر القنوجی در بارۂ معمولات مظہری و مقامات مظہری گفتہ:

"اگر کسی را شیخی میسر نیاید کہ از وے استفادہ ایں فوائد و علوم نماید مطالعہ ہمچوں کتب و سواد بر گرفتن آں خضر راہ ست"

شیخ محمد فاخر زائر الہ آبادی (المتوفی ۱۱۶۴ھ)

"وی معاصر میرزا مظہر جان جان بود و یکدیگر را باہم رابطۂ محبت قوی، شاہ غلام علی دہلوی در حالات مظہریہ او را از کبار علمائے حدیث شمردہ و سید غلام علی آزاد بلگرامی در کسب علم حدیث از شیخ محمد حیات سندی مدنی شریک بود ....

شیخ جلال الدین تبریزی

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی بڑی شاہانہ زندگی بسر کرتے۔ موصوف نے ان کو خط لکھا۔ جس میں ایک جملہ یہ تھا:

"من احب انفاس النساء لم یفلح ابداً"

مولانا احمد تھانیسری (م ۸۲۰ھ نزہتہ الخواطر ۳ ۱۳-۸۱۳)

فاضل بے نظیر بود میاں وی و شیخ الاسلام تیموری کہ نبیرہ صاحب ہدایہ

بود جهت تقدم و تاخر گفتگو شد امیر تیمور گفت ایشان نبیره صاحب ہدایہ اند۔ مولانا گفت : صاحب ہدایہ کہ پدر کلاں ایشاں بود در چند محل از ہدایہ خطا کردہ است ایشاں اگر یجا خطا کردہ باشند چہ باک شیخ الاسلام گفت آں محلہا خطا کدامہا است بہ ثبوت باید رسانید مولانا اشارہ شاگرداں خود کرد کہ ایشاں تقریر مے کنند۔ امیر تیمور ملاحظۂ ناموس کردہ صحبت بمجلس دیگر انداخت۔

شیخ بختیار غلام

وی را شہوت جماع بکمال بود..... گویم نسائی صاحب سنن نیز شبقی داشت و مولع بود بکثرت جماع۔

شیخ عبدالحق دہلویؒ د سنہ ۱۰۵۲ھ

فقیہ حنفی...... المحدث مشہور است و ترجمہ او بر مشکوٰۃ و جز آں از مؤلفات فائقہ ممتعہ...... دستگاہش در فقہ بیشتر از مہارت در علوم سنت سنیہ است لہٰذا جانب داری اہل رائے جانب او گرفتہ معہذا جا بجا حمایت سنت صحیحہ نیز نمود طالب را باید کہ در تصانیف وے "خذ ما صفا و دع ما کدر" پیش نظر دارد و زلات تقلید او را بر محامل نیک فرود آورد و از سوء ظن در حق چنیں بزرگواراں خود را دور گرداند کہ ان الحسنات یذھبن السیئات

محرر سطور را ہرچہ از فوائد ظاہر و باطن گماں کنند۔ اکثر آں علوم و معارف و ہدایت حال بطفیل مطالعہ تالیفات شیخ و تصنیفات حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و اولاد شاں حاصل گشتہ و در نہایت کار کشود خاطر و فتح باب از مؤلفات علامہ شوکانی خصوصاً و از تصنیفات سید محمد بن اسماعیل امیر و حافظ ابن الوزیر یمانی و دیگر محدثین مثل حافظ ابن حجر عسقلانی و امام ابن القیم و شیخ الاسلام ابن تیمیہ حرانی دست بہم داد والحمد للہ علی ذالک

ولادت حضرت النواب سنہ ۱۲۴۸ھ
معرکۂ بالاکوٹ سنہ ۱۲۴۶ھ
وفات شاہ عبدالعزیز سنہ ۱۲۳۹ھ
وفات شاہ ولی اللہ سنہ ۱۱۷۴ھ
وفات محمد بن ابراہیم سنہ ۸۴۰ھ
المعروف بہ ابن الوزیر

ابن عربی کی "فتوحات مکیہ" کو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے مختصر کیا بنام:

"لواقح الانوار القدسیہ المنتقاۃ من الفتوحات المکیۃ"

بعدہٗ اس مختصر کا مختصر کر کے "الکبریت الاحمر من علوم الشیخ الاکبر" تالیف کی۔ ابن عربی کی شخصیت اور ان کی تالیفات پر بہت سے علماء نے کتابیں کی ہیں مثلاً "تنبیہ الغبی علی تنزیہ ابن عربی" از علامہ سیوطی۔ جو کہ ابن عربی کی حیات میں ہے۔ شیخ ابراہیم حلبی نے اس کے رد میں رسالہ لکھا ہے۔ "تسفیہ الغبی فی تکفیر ابن عربی" صاحب "قاموس" نے "الاغتباط بمعالجۃ ابن الخیاط" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔ اجاب فیہ علی سوال عن ابن عربی وعن مطالعۃ کتبہٖ "الصلاح صفوی کی تاریخ میں ان کا مفصل ذکر ہے۔

جادۂ حق

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی عظیم الشان تصنیف **صراط مستقیم** کا رواں، دواں اردو ترجمہ معروف مترجم مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی کے قلم سے۔ یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب حسین پیرہن اور عمدہ طباعت کے ساتھ دوبارہ پیش کی جا رہی ہے۔

صفحات ۲۵۰ قیمت ۳/۷۵ روپے

ادارۂ ترجمان السنۃ ۷۔ ایبک روڈ۔ انارکلی لاہور